بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً.

أَمَّا بَعْدُ:

12: نماز اور زکوۃ کی دلیل، روزے کی دلیل، حج کی دلیل، حج کے ارکان اور واجبات، ایمان کی تعریف اور ارکان، ایمان میں کمی اور زیادتی، اسلام اور ایمان میں فرق، ایمان کے مختلف حصے (مختصر)

"الأصول الثلاثة وأدلتها" (تین بنیادی اصول اور ان کی دلیل)، شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کا درس جاری ہے اور ہم پہنچے تھے دوسرا اُصل "معرفة دين الإسلام بالأدلة" (دین اسلام کو جاننا دلیل کے ساتھ)، اور اس میں ہم پہنچے تھے آخری درس میں "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" کا ترجمہ بیان کیا، تفسیر بیان کی، تقاضے بیان کیے، أشھد أن محمد أعبدہ ورسولہ کا صحیح مفہوم بیان کیا اور غلط مفہوم بھی بیان کیا۔

غلط مفہوم میں میں نے پانچ چیزیں بیان کیں کسی کو یاد ہیں؟ "أشھد أن محمد أعبدہ ورسولہ" پانچ چیزیں میں نے بیان کیں کہ یہ غلط مفہوم ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ أشھد أن محمد أعبدہ ورسولہ کا مفہوم یہ ہے تو یہ اس کلمے کی اس گواہی کے منافی ہے یہ پانچ چیزیں جو ہیں کسی کو یاد ہیں؟ (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب مطلق نہیں جانتے۔ (۲) نور من نور اللہ نہیں ہیں۔ (۳) حاضر وناظر نہیں ہیں۔ (۴) کن فیکون نہیں ہے۔ (۵) وفات پاچکے ہیں زندہ نہیں ہیں اور ان کی جو زندگی ہے وہ برزخی زندگی ہے دنیاوی زندگی نہیں ہے۔ (دلیل کے ساتھ بیان کیا تھا)۔

آج کے درس میں شیخ صاحب (رحمہ اللہ) آگے بیان کرتے ہیں، اب یہ شیخ صاحب دلیل بیان کر رہے ہیں دوسرے اُصل کی دین الاسلام کی دلیل کے ساتھ، ارکان اسلام سے بات شروع ہوئی تھی پہلا رکن تھا ارکان اسلام میں سے

"شَهَادَةُ أَن لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" یہ پہلا رکن ہے اسی پر ابھی تک بات ہوئی تھی اور اسی کو تفصیل سے بیان کیا ہے، شیخ صاحب آگے بیان کرتے ہیں:

"ودليل الصلاة، والزكاة"، دوسرا رکن اور تیسرا رکن ارکان اسلام میں سے نماز اور زکوۃ ہے تو شیخ صاحب یہ بیان کر رہے ہیں یہاں پر ارکان اسلام کی دلیل کے ساتھ وضاحت کر رہے ہیں۔ "ودليل الصلاة، والزكاة" (اور نماز اور زکوۃ کی دلیل) "وتفسير التوحيد" (اور توحید کا مفہوم اور صحیح تفسیر)۔ کیا ہے؟ "قوله تعالىٰ" (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾ (البینۃ:5)۔

اور نماز اور زکوۃ کی دلیل اور تفسیر توحید کی دلیل یہ ایک ہی آیت کریمہ ہے اور یہ عظیم آیت ہے اور بھائیوں سے گزارش ہے کہ اس آیت کو یاد کر لیں (چھوٹی سی آیت ہے لمبی آیت نہیں ہے یہ یاد کرنی ہے)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَمَآ أُمِرُوٓا﴾ (اور ان کو حکم نہیں دیا گیا) ﴿إِلَّا﴾ (سوائے اس کے) ﴿لِيَعْبُدُوا اللَّهَ﴾ (تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں)۔ کیسے عبادت کریں؟ ﴿مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (اخلاص نیت کے ساتھ)۔ دین میں اخلاص کے ساتھ بغیر اخلاص کے دین ہی نہیں ہے یاد رکھیں تو ﴿مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾۔

اور ﴿حُنَفَآءَ﴾ حنفاء یعنی جمع حنیف اور حنیف کا مطلب ہے شرک سے دور، شرک سے دور رہنے والا۔

تو دین اسی کا نام ہے جس میں اخلاص ہو اور شرک سے دوری ہو، وہ کبھی بھی دین نہیں ہو سکتا جس میں اخلاص میں کمی ہو یا شرک ہو اور جس دین میں اخلاص میں کمی ہو یا شرک ہو وہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین نہیں ہے یاد رکھیں، وہ انسان کا اپنا خود ساختہ دین ہے۔ کیا انسان کے اپنے دین بھی ہو سکتے ہیں؟ ہوتے ہیں کہ نہیں ہوتے انسان کا اپنا بنایا ہوا دین ہو سکتا ہے کہ نہیں ہو سکتا؟ اگر نہ ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ کبھی نہ فرماتے ﴿وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدۃ:3)۔ اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا؟ اس لیے کہ ایک ہی دین پر اللہ تعالیٰ راضی ہے اور وہ دین اسلام ہے باقی جتنے

بھی دین ہیں جو دین اسلام کی مخالفت میں ہیں چاہے یہودی ہوں، عیسائی ہوں یا وہ کلمہ پڑھنے والے مسلمان جنہوں نے دین میں تبدیلی کی ہے ان کا دین اگرچہ نام سے دین اسلام ہے حقیقتاً دین اسلام نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر راضی نہیں ہے۔

دوسری کوئی دلیل کسی کو یاد ہے؟ میں بار بار وہ آیت بیان کرتا ہوں سورۃ النور کی آیت اس کو بھی یاد کر لیا کریں:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا﴾ (النور:55)۔

﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ﴾ (اور اُس دین کی تمکین دیں گے (کس دین کی؟) جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے)۔اُس دین کی تمکین یاد رکھیں اس دنیا میں کبھی نہیں ہو سکتی جو انسانوں کا اپنا بنایا ہوا دین ہے۔

بدعت انسانوں کا اپنا بنایا ہوا دین ہے، شرک اور خرافات اور بدعات جتنی بھی آج موجود ہیں وہ انسانوں کا اپنا بنایا ہوا خود ساختہ دین ہے اللہ تعالیٰ کے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔آج اس امت سے شرک مٹ جائے، بدعات اور خرافات اور نافرمانیاں ختم ہو جائیں، اللہ کی قسم یہی دین اسلام ہو گا اس پوری زمین پر اس دین اسلام کے جھنڈے لہرائیں گے اور کلمہ توحید کے جھنڈے لہرائیں گے لیکن کیونکہ شرک موجود ہے آج (اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ جب کرتا ہے تو اسے پورا بھی کرتا ہے بشرطیکہ جس سے وعدہ کیا جائے وہ اپنا وعدہ پورا کرے) آج اُمت سے شرک کو مٹا دو ﴿يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا﴾ خلافت بھی آئے گی اس زمین کے اوپر، جو لوگ خلافت کا نعرہ لگاتے ہیں نا کہ خلافت ہونی چاہیے تو اللہ تعالیٰ خلافت دے گا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ دین اسلام کی تمکین ہونی چاہیے دعوت و تبلیغ اس پوری زمین کے اوپر جا کر پھیلا دو، لوگ نماز نہیں پڑھتے تو لوگ نمازی بن جائیں، لوگ زکوۃ نہیں دیتے، لوگ والدین کے نافرمان ہیں، لوگ حج نہیں کرتے۔ جتنے بھی

فرائض ہیں اور جتنے بھی محرمات ہیں ان سب کو اگر اس زمین سے ختم کرنا چاہتے ہو دین کی تمکین کرنا چاہتے ہو ﴿يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا﴾۔

امن و سلامتی چاہتے ہو آج اُمت میں امن و سلامتی نہیں نظر آتی (اِلا من رحم اللہ)! بہت کم ملک بچ گئے ہیں اس دنیا میں جن میں امن و سلامتی ہے۔اور یہ امن و سلامتی آج کیوں نہیں ہے کلمہ توحید تو پڑھتے ہیں لیکن امن و سلامتی کیوں نہیں ہے؟ایک ہی شرط ہے﴿يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا﴾۔

﴿وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۙ حُنَفَآءَ﴾ ۔﴿مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۙ حُنَفَآءَ﴾ دیکھیں اخلاص کافی نہیں ہے کیا؟ نہیں، حنفاء بھی ضروری ہے یعنی جہاں پر توحید ہے وہاں پر شرک کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔اتنا کافی ہے کیا توحید سمجھ لیا عمل کر لیا کیا کافی ہے؟ نہیں، ﴿وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾(اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہی بڑا عظیم دین ہے قدر و قیمت والا دین یہ ہی ہے)۔

کون سا دین ہے؟ جس میں اخلاص ہو، جس میں اتباع سنت ہو، جس میں شرک اور بدعات کا خاتمہ ہو، جس میں فرائض کی ادائیگی ہو نماز اور زکوۃ ایک نمونہ اور ایک مثال ہے اسے کہتے ہیں الدّین القیّم (یہی دین ہے قدر و قیمت والا)۔جس دین میں اخلاص نہیں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں، جس دین میں شرک ہے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں، جس دین میں نماز نہیں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں اور جس دین میں زکوۃ نہیں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

یہاں پر دیکھیں ذرا چند اہم باتیں ہیں (۱) نماز اور زکوۃ کا ذکر کیا، نماز وہ عبادت ہے جو بدن سے کی جاتی ہے، زکوۃ وہ عبادت ہے جو مال سے کی جاتی ہے۔(۲) اور حج وہ عبادت ہے جو بدن اور مال دونوں سے کی جاتی ہے۔(۳) روزہ کون سی عبادت ہے؟ بدن کی عبادت ہے۔یہاں پر صرف نماز اور زکوۃ میں ساری قسم کی عبادات شامل ہو گئی ہیں۔مثال

ہے نماز اور زکوۃ کی یعنی ہر قسم کی عبادت چاہے وہ بدن کی عبادت ہو چاہے وہ مال کی عبادت ہو چاہے وہ عبادت جس میں دونوں چیزیں شامل ہوں بدن بھی اور مال بھی۔

اور یہاں پر "تفسیر التوحید" کا لفظ شیخ صاحب نے استعمال کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نماز نماز نہیں، کوئی زکوۃ زکوۃ نہیں سوائے توحید کے، توحید نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اور اس لیے سب سے پہلا فرض کیا ہے مکلف پر؟ توحید الوہیت، توحید کو سمجھنا اور جو لوگ دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ہیں سب سے پہلا فرض ان لوگوں پر یہ ہے کہ توحید کی دعوت دیں۔

آج بہت ساری جماعتیں موجود ہیں جو سب سے پہلے نماز کی دعوت دیتے ہیں۔ مسجد میں بیان ہو گا آپ ضرور مسجد میں تشریف لائیں ان شاءاللہ آپ کو فائدہ ہو گا۔ گشت کرتے رہتے ہیں عصر سے مغرب تک تاکہ لوگ مغرب کے بعد آکر بیان سنیں اور ان کی ساری کی ساری بات کس چیز پر ہوتی ہے؟ فرائض کے فضائل پر ہوتی ہے۔ نماز کی کیا فضیلت ہے فضائل اعمال کھول کر بیٹھ گئے اور چالیس پچاس احادیث یا کچھ آیات اس میں سے نکال کر وہ پڑھ لیں تاکہ لوگ سمجھیں کہ نماز کی فضیلت کیا ہے، زکوۃ کی فضیلت کیا ہے، روزے کی فضیلت کیا ہے، حج کی فضیلت کیا ہے، ذکر کی فضیلت کیا ہے ، دعوت و تبلیغ کی فضیلت کیا ہے، لیکن صرف فضیلت جاننا کافی نہیں ہے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا فضیلت کے ساتھ ساتھ بلکہ فضیلت سے بھی زیادہ اہم ہے علم المسائل کہ ہم نماز کی فضیلت تو جان چکے ہیں نماز پڑھیں کیسے، زکوۃ کی فضیلت تو جان چکے ہیں لیکن زکوۃ دیں کیسے، روزے اور حج کی فضیلت تو ہم جان چکے ہیں لیکن ہم روزہ کیسے رکھیں اور حج کیسے کریں۔

آج کل حج کا سیزن ہے زیادہ تر لوگوں کے کون سے سوال اٹھتے ہیں؟ حج کی فضیلت کیا ہے یا حج ہم کیسے کریں اور کیسی غلطی ہم سے ہوئی ہے اس کا حل کیا ہے کیا خیال ہے کون سے سوال زیادہ اٹھتے ہیں لوگوں کے؟ آپ اگر حج پر جارہے ہیں تو کیا پوچھیں گے فضیلت حج کی کیا ہے؟! ظاہر ہے آپ فضیلت جانتے ہیں تو حج پر جارہے ہیں اگر فضیلت نہ جانتے تو حج پر جاتے کیوں؟! تو سب سے پہلے یہی سوال ہوتے ہیں کہ حج کیسے کریں؟ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ صحیح مسلم میں آیا ہے) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث صحیح مسلم میں باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حج کا عزم کیا تو اعلان کر دیا۔ دور دور سے لوگ آئے تاکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حج کا طریقہ سیکھ لیں (حج کا طریقہ حج کی فضیلت نہیں)۔

اور صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "خُذُوْاعَنِّي مَنَاسِكَكُمْ" (مجھ سے حج کا طریقہ سیکھ لو)۔ حج کی فضیلت سیکھ لو یا حج کا طریقہ سیکھ لو؟ "خُذُوْاعَنِّي مَنَاسِكَكُمْ" حج کا طریقہ حج کے آداب یہ بہت ضروری ہیں۔

تو توحید ہر عبادت کے لیے ضروری ہے اور سب سے پہلے ہی توحید ہے اس لیے دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی صحابی کو بھیجتے دعوت و تبلیغ کے لیے تو سب سے پہلے فرماتے "فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ" سب سے پہلے۔

اور بڑا پیارا قصہ ہے ایک صحیح بخاری، مسلم میں، جنگ خیبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک ایسا شخص ہے جس کو میں کل یہ جھنڈا دوں گا جس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اسی کے ہاتھ پر فتح ہو گی کل۔ صحابہ کرام کو نیند نہیں آئی ساری رات، صبح جنگ پر جانا ہے لیکن نیند نہیں آئی کہ کون ہے وہ خوش قسمت؟! گواہی دیکھیں اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اسی کے ہاتھوں فتح ہو گی۔ کتنی پیاری بات ہے! "فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ" (ساری رات بیٹھ گئے ان کی نیند اڑ گئی اور باتیں کرتے رہے کہ وہ کون خوش قسمت شخص ہو گا)۔ صبح آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "أَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ" (سیدنا علی کہاں ہیں؟)۔ تو انہوں نے کہا "هُوَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ" (آنکھوں میں کچھ تکلیف ہو گئی ہے (آنکھوں کی بیماری کی وجہ سے وہ آنہ سکے))۔ تو صحابہ کرام کو بھیجا کہ لے کر آؤ۔ سیدنا علی کو لے کر آئے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں کے اندر ڈالا "وَدَعَا لَهُ" (اور ان کے لیے دعا کی)۔ ایک ایک بات واللہ قابل غور ہے اس حدیث میں، ایک ایک لفظ! "فَبَرَأَ" (فوراً آنکھیں ٹھیک ہو گئیں (فوراً!))۔ آج ہم قطرے لکھتے ہیں آنکھوں کے لیے مریض کو کہتے ہیں کہ پانچ دن کے بعد آنا اور پانچ دن کے بعد خوش قسمت ہوتا ہے جو ٹھیک ہوتا ہے۔ "فَبَرَأَ" یعنی اسی وقت آنکھیں بالکل ٹھیک ہو گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جھنڈا دیا (سیدنا علی بن ابی طالب کو) اور حکم دیا کہ اے علی جاؤ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے جاؤ۔ "انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ" ("عَلَى رِسْلِكَ" یعنی آہستہ آہستہ جاؤ صبر اور تحمل سے (جلد بازی نہ کرو))۔ جہاد عبادت ہے عبادت میں جلد بازی ہوتی ہے کیا؟ تو جلد بازی کی جگہ نہیں ہے یہ "عَلَى رِسْلِكَ" (آہستہ آہستہ جاؤ صبر و تحمل سے جاؤ)۔ اور جب میدان جنگ میں اتر جاؤ کیا کرو تیر مارو تلوار مارو؟! سب سے پہلے اسلام کی دعوت دو (جو لوگ کہتے ہیں نا کہ اسلام دہشت گردی ہے ذرا سنیں یہ صحیح بخاری، مسلم کی

روایت ہے، میدان جنگ میں ہیں دشمن سامنے کھڑا ہے سب سے پہلے تیر نہیں چلانا تلوار نہیں دکھانی، سب سے پہلے اسلام کی دعوت دو)۔

اچھا صرف اسلام کی دعوت دو؟ نہیں! اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھاؤ انہیں کہ اسلام اگر قبول کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے اسلام میں (یعنی کلمہ پڑھ لیں تو یہ بیان ضرور کرو کہ حق کیا ہے کلمے کا تاکہ وہ ادا ضرور کریں) اگر نہیں مانتے تو جزیہ طلب کرو، اور اگر نہیں مانتے تو تب تلوار ہے۔ بہر حال، حدیث کے آخری الفاظ ہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، اسلام کی دعوت دو اور اللہ تعالیٰ کا حق اس میں بیان کرو کہ اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے، اگر اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے پوری فوج (کتنی فوج ہے!) اُن میں سے صرف ایک شخص بھی راہ راست پر آ گیا اور اسلام قبول کر لیا تو تمہارے لیے دنیا کی ساری نعمتوں سے زیادہ بہتر ہے۔

پوری دنیا کی بادشاہت ایک طرف اور ایک شخص راہ راست پر آتا ہے وہ ایک طرف! کسریٰ کا تاج و تخت، قیصر کا تاج و تخت، آج کل دنیا میں جتنی بھی اچھائیاں ہیں، جتنا بھی سونا ہے چاندی ہے، ہیرے ہیں جواہرات ہیں جتنی بھی خوبصورتی ہے اس پوری دنیا میں وہ ایک طرف ہے اور ایک شخص اگر راہ راست پر آ جاتا ہے صراط مستقیم پر چلنا شروع کر دیتا ہے وہ ایک طرف ہے وہ زیادہ بہتر ہے۔

اس ایک حدیث میں تیس (30) فوائد ہیں میں اگر شروع کروں تو درس اِدھر ہی ختم ہو جائے گا تو اس کے لیے ان شاء اللہ ایک خاص درس رکھیں گے لیکن اس ایک ہی حدیث میں معطلہ کا جواب ہے، خوارج کا جواب ہے، مرجئہ کا جواب ہے، شیعوں کا جواب ہے، قدریوں کا جواب ہے۔ اور کون سا گروہ رہ گیا ہے؟ سب گروہوں کا ایک حدیث میں ہی جواب ہے آپ اگر غور کریں گے تو آپ کو مل جائے گا ان شاء اللہ۔

جو کہتے ہیں علی مشکل کشا ہے کون کہتے ہیں؟ شیعہ کہتے ہیں اور جو قبر پرستی کرتے ہیں۔ اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) مشکل کشا ہوتے تو ان کی آنکھوں میں کبھی بیماری ہوتی! ہوتی کہ نہیں ہوتی؟ مشکل کشا اگر لوگوں کے لیے ہیں تو اپنے لیے بھی تو ہوتے نا! جو خود محتاج ہیں وہ کسی کے لیے حاجت روا نہیں ہو سکتے۔ یہ میں نے مثال دی ہے آپ اسی سے ان شاء اللہ (اس مثال سے) دیکھیں گے کہ باقی گروہوں کا کس طرح سے جواب ہے اور یہ ہوم ورک ہے یاد رکھیں۔

آگے شیخ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں" ودليل الصيام "(اور روزے کی دلیل)" قوله تعالىٰ "(ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرۃ:183)(اے ایمان والو! تم پر لکھ دیا گیا یعنی تم پر فرض کر دیا گیا روزہ جس طریقے سے تم سے پہلے لوگوں پر لکھ دیا گیا تھا یعنی فرض کر دیا گیا تھا)۔ کس لیے؟ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (تاکہ تم پرہیز گار اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بن جاؤ)۔

یاد رکھیں کہ جب بھی ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ کا ذکر آئے کسی آیت میں" فأرعها سمعك "اپنے کان اچھی طرح کھول لو اور دل سے سنو، کوئی اُمر ہے کوئی حکم ہے جو تمہیں دیا جا رہا ہے کوئی خیر ہے اُس میں، یا کوئی شر ہے جس سے تمہیں آگاہ کیا جا رہا ہے یا ایسی خبر ہے جس میں خیر ہے یا شر ہے جو تمہیں بیان کی جا رہی ہے۔

یہاں پر کیا ہے؟ اُمر ہے جس میں خیر ہے ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ﴾، اور یہاں پر یہ خبر ہے جس کا مفہوم اُمر ہے صوم کا لفظ نہیں ہے ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ (تم پر فرض کر دیا گیا)، تو روزہ فرض ہے۔

اور اس آیت کریمہ میں یاد رکھیں جیسے ایمان کے مسائل میں بیان ہو گا کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ جو روزے رکھتے ہیں ان کا ایمان بڑھتا جائے گا، جو روزے میں کمی کرتے ہیں ان کا ایمان کم ہوتا جائے گا۔ روزے ہم سے پہلے جو امتیں تھیں ان پر بھی فرض تھے تاکہ مسلمان یہ نہ سمجھے کہ صرف ہمارے اوپر ہی یہ مشکل ہے ہم ہی بھوکے پیاسے مرتے رہیں، ہر گز نہیں! جو تم سے پہلے جو امتیں تھیں ان پر بھی روزے فرض تھے آپ لوگوں پر بھی فرض ہیں اس لیے اپنے سینے تنگ نہ کرنا، اور آپ لوگوں کے لیے یہ خوشخبری ہے جیسے پچھلے لوگوں کے لیے فرض تھے آپ لوگوں پر بھی فرض ہے تاکہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ پچھلے لوگوں کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے اچھی عبادات اور ایسی چیزیں فرض کر دیں جو اللہ تعالیٰ کے ان کو قریب کر دیں تو یہ امت بھی پیچھے نہ رہ

جائے۔اس امت پر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایسی عبادات فرض کی ہیں جو اس بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کردے۔

روزہ کیوں رکھیں تاکہ ہم بھوک اور پیاس میں سارادن گزاریں؟﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾روزے کا اصل مقصد یہ ہے تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کا ڈر دل میں پیدا ہو جائے اور جب اللہ تعالیٰ کا ڈر دل میں پیدا ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر یہ انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جاتا ہے اور اس کا ایمان بھی کمال کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔

پورے سال میں صرف ایک مہینہ ہے جس میں یہ انسان تربیت حاصل کرتا ہے تقویٰ کی،ٹرینگ(training)ہے پریکٹیکل ٹرینگ(practical training)تقویٰ حاصل کرنے کی ،اگر کوئی جاننا چاہتا ہے کہ تقویٰ کیا ہے تو رمضان کے روزے رکھے خاص اللہ تعالیٰ کے لیے اور رمضان کے آخر میں دیکھے کہ اس کے دل میں کتنا فرق پڑا ہے اللہ تعالیٰ کا ڈر اس کے دل میں کتنا زیادہ ہوا ہے۔اگر ڈر زیادہ ہوا ہے اور واقعی جیسے رمضان سے پہلے تھا اب رمضان کے بعد وہ تھوڑا تبدیل ہوا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے روزے بھی قبول ہوئے ہیں اور روزے کا مقصد بھی اس نے پایا ہے اور وہ متقی بھی بن گیا ہے لیکن اگر وہ روزے سے پہلے بھی بدکار تھا روزوں کے بعد بھی وہی بدکاریاں ہے،اگر بیس گناہ روزے سے پہلے کرتا تھا روزے کے بعد پچیس گناہ کرتا ہے تو وہ نہ متقی پرہیزگار ہے،ان روزوں میں سے اس کو صرف بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملا۔

یعنی روزوں سے اس کا فرض تو ادا ہو گیا لیکن روزوں کا جو اجر و ثواب تھا وہ اسے نہیں ملا،اور علماء فرماتے ہیں کہ یہ ترازو ہے۔عبادت کے بعد آپ کو کیا پتہ آپ کی عبادت قبول ہوئی یا نہیں ہوئی ہے ہمارے پاس کوئی ترازو ہے؟ ظاہراً تو کچھ نہیں ہے ہم نہیں جانتے ہم نے تو عبادت کرلی ہے جس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے ہم نہیں جانتے کہ کیا ہماری عبادت قبول ہوئی ہے کہ نہیں،علماء فرماتے ہیں کہ عبادت کی قبولیت کی نشانیاں ہیں۔سب سے پہلی نشانی یہ ہے کہ دل کی کشادگی عبادت کے بعد محسوس ہونا اور برائیوں سے دور ہونا۔اگر عبادت سے پہلے انسان دس برائیاں کرتا ہے تو اس عبادت کے بعد وہ آٹھ کر دیتا ہے یا سات کر دیتا ہے یا بالکل چھوڑ دیتا ہے،تو یہ نشانیاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عبادت قبول فرمائی ہے۔

آگے شیخ صاحب (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں" ودليل الحج قوله تعالىٰ "(اور حج کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ﴾ (آل عمران:97)۔

(اور اللہ تعالیٰ کا حق ہے لوگوں پر)۔ کون سا حق ہے؟ ﴿حِجُّ الْبَيْتِ﴾ (اللہ تعالیٰ کے گھر کا حج کریں)۔ کون کرے؟ ﴿مَنِ اسْتَطَاعَ﴾ (جو استطاعت رکھتا ہے طاقت رکھتا ہے) ﴿إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (وہاں تک جانے کی) ﴿وَمَنْ كَفَرَ﴾ (اور جس نے انکار کیا اور جھٹلایا) ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ﴾ (تو اللہ تعالیٰ غنی ہے پوری کائنات سے)۔

تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے حج کی ضرورت ہے (نعوذ باللہ)، ہماری نمازوں کی، ہماری عبادات کی ضرورت ہے، ہرگز نہیں! یہ تو ہم محتاج ہیں ہم ضعیف ہیں ہم کمزور ہیں، ہمیں ضرورت ہے ان عبادات کی تاکہ ہم اپنے ربّ کے قریب ہو جائیں۔ اگر یہ عبادات نہ ہوتیں تو ہم اللہ تعالیٰ کا قرب کیسے حاصل کرتے؟! آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ ہم اپنے اس معبود کے قریب کیسے ہوں، بڑی کوشش کرتے ہیں اپنے اس معبود کو راضی کرنے کی۔

مجھے تعجب ہے ایک پروگرام کافی سال پہلے میں دیکھ رہا تھا چوہے نہیں چوہے! انڈیا میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو چوہوں کی عبادت کرتے ہیں! واللہ مجھے تعجب ہوا کہ سجدہ کر رہے ہیں اور اب ان کو راضی کرنے کے لیے کسی نے پوری مٹھائی رکھی ہے، کسی نے پتہ نہیں کوئی عجیب و غریب چیزیں رکھی ہوئی ہیں، کسی نے گوشت کے ٹکڑے رکھے ہیں کسی نے ٹافیاں رکھی ہیں! اب ان کو پتہ نہیں ہے کہ چوہوں کو پسند کیا ہے (ان کو یہ نہیں پتہ) وہ اپنے اس ربّ کو راضی کرنا چاہتا ہے لیکن پتہ ہی نہیں کہ کیسے راضی ہو گا!

اور دیکھیں مومن کو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کیسا آسان راستہ بیان کیا ہے کس پر میں راضی ہوتا ہوں کس پر میں راضی نہیں ہوتا ہوں، ﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ﴾ دونوں راستے دکھا دیئے تمہیں کیا چاہیے کس راستے پر چلنا چاہتے ہو۔ کتنے

تعجب کی بات ہے واللہ، یہ مومن کلمہ پڑھتا ہے اپنے ربّ کے قریب ہے اپنے ربّ کو پہچان چکا ہے، جان چکا ہے، جو راستے اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں ان راستوں کی طرف جاتا نہیں اور جو راستے اللہ تعالیٰ سے دور کرتے ہیں ان میں لگا ہوا ہے! عام مسلمان کو آپ دیکھیں جب آنکھ کھلتی ہے دیکھیں صبح سے لے کر رات تک جب اس کی آنکھ بند ہوتی ہے کتنے اعمال کرتا ہے جو اسے اللہ کے قریب کرتے ہیں اور کتنے اعمال کرتا ہے جو اسے اللہ سے دور کرتے ہیں کبھی موازنہ کیا ہے؟

جس نے آج اپنا موازنہ کیا سونے سے پہلے اور اپنے اس ترازو پر اپنے اعمال کو تولا جس ترازو پر اس نے تلنا ہے قیامت کے دن آج اس نے تولا ہے اپنے آپ کو ایک طرف اچھائیاں ہیں اور دوسری طرف برائیاں ہیں، اپنے اعمال سارے دن کے تولو کہ میں نے کس طرف زیادتی کی ہے نیک اعمال میں یا برائی کے اعمال میں۔ تول کر سو جاؤ پھر پتہ چلے گا اگر روزانہ آپ اپنا یہی محاسبہ کر کے سوتے ہو تو ان شاءاللہ قیامت کے دن بھی آپ کے لیے آسانی ہو گی، جو لوگ آج اس سے غافل ہیں قیامت کے دن وہ چیخیں گے اور پکاریں گے ﴿مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا﴾ (الکھف: 49) (یہ کیسی کتاب ہے (اللہ تعالیٰ کی) جس میں نہ کوئی چھوٹی بات اور نہ کوئی بڑی بات ساری کی ساری اس کے اندر موجود ہیں کچھ رہا نہیں گیا)۔ یہ ایسی عجیب کتاب ہے اس سے رہا نہیں جاتا سب کچھ اس کے اندر موجود ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا عمل جس کو کر کے آپ بھول گئے غافل ہو گئے پتہ ہی نہیں ہے آپ کو کیا ہے یا نہیں کیا، اور بڑے سے بڑا عمل جو زندگی بھر آپ کا سائے کی طرح پیچھا کرتا رہتا ہے کہ میں نے یہ عمل کیوں کیا ہے، سب موجود ہے اس کتاب کے اندر۔

اللہ تعالیٰ کا میزان جو ہے نا (ترازو) بہت اور قسم کا ہے، ہماری بھی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ کی بھی چیزیں ہیں کتاب ایسی ہے جیسے میں نے بیان کی ہے ترازو کیسا ہے؟ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ (الزلزلہ: 7-8)۔ ہمارے ترازو بھی ہیں اللہ تعالیٰ کا ترازو بھی ہے کیسا ترازو ہے؟ ذرّہ جانتے ہیں ذرّہ، عربی زبان میں ذرّہ چیونٹی کو بھی کہتے ہیں اور ذرّہ ایٹم کو بھی کہتے ہیں۔ ایٹم جانتے ہیں؟ فزکس پڑھنے والے آپ تو ما

شاءاللہ سب پڑھے لکھے ہیں جانتے ہیں ایٹم کا وزن جانتے ہیں کیا ہوتا ہے؟ آج ہمارے پاس دنیاوی لحاظ سے کوئی ایسا ترازو ہے جو اس کو تولے اور تولنے کے بعد اس کی جزااور ثواب بھی بتائے اس کا کتنا ہے؟اللہ تعالیٰ کا ترازو تو ایسا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی جہنم ہے تو کیسی ہے عذاب کیسا ہے؟ جب جہنم میں ستّر ہزار لگام اور ہر لگام پر ستّر ہزار فرشتے کھینچ کر لے آئیں گے اللہ تعالیٰ کا عذاب ایسا ہے۔ جنت کیسی ہے؟''فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ''(نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنااور نہ کسی کو کبھی گمان ہوا)۔

یہ اللہ تعالیٰ کی چیزیں ہیں تو اس لیے آج اگر اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اور ڈر کو ہم نے سیکھ لیا تو اللہ کی قسم دنیا میں بھی کامیابی ہے اور آخرت میں بھی کامیابی ہی کامیابی ہے۔

یہاں پر شیخ صاحب نے اسلام میں یہ پانچ ارکان بیان کیے ہیں بس مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم حاصل کرے۔ علم دو قسم کا ہے، فرض عین ہے اور فرض کفایہ ہے۔

فرض عین یعنی ہر مسلمان پر فرض ہے علم حاصل کرے۔ جو آج ہم بات بیان کر رہے ہیں اس رسالے میں یہ وہ علم ہے جو فرض عین ہے ہر مسلمان پر، جو اس کو جانتا ہے (الحمدللہ) اللہ اس کو جزائے خیر دے، جو نہیں جانتا اس کو جاننا چاہیے اس سے پہلے کہ سخت وقت آئے اور مصیبتیں آئیں اور سوال کا وقت آئے جس کا ہم نے جواب دینا ہے اور ہمارے پاس جواب بھی نہ ہو آج وقت ہے کہ اس علم کو حاصل کر لیں۔ تو علم جو فرض عین ہے ہر مسلمان پر ارکان اسلام کا علم، ارکان ایمان کا علم اور حلال اور حرام کا علم، یہ تین چیزیں ہر مسلمان پر فرض ہیں یہ علم اگر آپ نے حاصل کر لیا تو آپ کی گردن آزاد ہو گئی۔اس میں آسانی دیکھیں اور:

1-کلمہ شہادت سب پر فرض ہے۔

2-نماز ہر مسلمان پر فرض ہے اس کا علم حاصل کرنا۔

3-زکوۃ، جو زکوۃ دینے کے قابل ہو جس کے پاس نصاب ہو زکوۃ کا وہ علم حاصل تو کرے لیکن جس کے پاس نہیں ہے یا جو مستحق ہے اس کو ضرورت نہیں ہے۔

4-روزہ، ہر وہ شخص جو مسلمان ہے عاقل ہے، بالغ ہے اس پر فرض ہے کہ اس کا علم حاصل کرے۔

5-حج، ہر اس مسلمان پر فرض ہے کہ اس کا علم حاصل کرے جو حج کرنا چاہتا ہے جو حج کی استطاعت رکھتا ہے، جو نہیں رکھتا استطاعت حج کی ابھی اس پر فرض نہیں ہے۔

جو طالب علم یہ سارے علوم، نکاح کا علم اور طلاق کا علم، میراث کا علم، یہ فرض کفایہ ہیں اس کو آپ حاصل کریں گے تو آپ کے لیے ان شاءاللہ اجر و ثواب کا باعث ہو گا قیامت کے دن لیکن جو فرض عین ہے وہ زیادہ نہیں ہے وہ یہی کچھ ہے۔ آسان ہے کہ نہیں مشکل ہے؟ ڈرائیونگ کو دیکھیں کہ انسان کیسے سیکھتا ہے اور یہ علم دیکھیں کہ کتنا آسان ہے اُس سے۔ ایک ایک ہفتہ بے چارے یہاں پر آتے ہیں اور ایک ایک ہفتہ ڈرائیونگ سیکھتے ہیں پھر بھی فیل ہو جاتے ہیں، دوسری مرتبہ مشکل سے پاس ہوتے ہیں، اور یہ علم ہے کہ بیٹھے بیٹھے آپ کلمہ توحید کا علم، نماز کا علم، روزے کا علم، زکوۃ کا علم، حج کا علم، ارکان اسلام اور ارکان ایمان کا علم۔ حلال اور حرام میں کوئی ایسا شخص ہے جو نہیں جانتا؟ کوئی ایسا مسلمان ہے جو نہیں جانتا کہ شراب حرام ہے، سود حرام ہے، زنا حرام ہے کوئی ایسا شخص ہے؟ سب کو پتہ ہے، یہ بھی الحمدللہ آسانی ہو گئی ہے۔

سب سے مشکل بات جو ہے کہ کلمہ توحید اور کلمہ شہادت کا علم لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہے جو اصل بنیاد ہے اس لیے ہمارا اکثر وقت یہیں پر ضائع ہوتا ہے، اسی بنیاد کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے یہاں پر ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ تو اس کو اچھی طرح سمجھیں کلمہ توحید کا مفہوم کیا ہے، "أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً عبده ورسوله" کا مفہوم کیا ہے، اس کی شرطیں کیا ہیں، ارکان کیا ہیں اچھی طرح سمجھیں اور لوگوں تک بھی یہ بات پہنچائیں۔

یہاں پر یہ مرتبہ ختم ہوا پہلا مرتبہ اسلام کا۔ ایک ساتھیوں سے گزارش ہے، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج ان کی شرطیں، ان کے ارکان اور واجبات آپ طالب علم ہیں آپ کو یاد کرنا چاہیئں، نماز کی شرطیں کیا ہیں، نماز کے ارکان کیا ہیں، نماز کے واجبات کیا ہیں۔ سنتیں پڑھنا تو اچھی بات ہے نماز کی سنتیں کیا ہیں یہ بھی جانیں تو اچھی بات ہے لیکن شروط اور ارکان اور واجبات یہ تین ضروری ہیں چاروں ارکان کی: نماز، زکوۃ، روزہ اور حج۔

آپ جانتے ہیں اس کا فائدہ کیا ہے؟ پوری فقہ یہی ہے فقہ العبادات یہی ہے۔ اگر آپ یہ جان لیں کہ نماز کی شرطیں کیا ہیں اور ارکان کیا ہیں، واجبات کیا ہیں اور اسی طریقے سے روزے میں، اور زکوۃ میں اور حج میں اور اچھی طرح آپ نے

یاد کر لیے (مثال کے طور پر) میں مثال دیتا ہوں کہ حج کے ارکان چار ہیں: احرام، عرفات میں وقت گزارنا، طواف اور سعی۔ یہ چار رکن ہیں اور رکن کا مطلب ہے کہ اگر چھوٹ جائے تو عبادت نامکمل ہے جب تک اس کو پورا کرتے نہیں ہو عبادت آپ کی لٹکی ہوئی ہے۔

ایک شخص آکر سوال کرتا ہے اور اکثر یہ غلطی ہوتی ہے حج میں اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ گیارہ تاریخ کو کنکر مار کر بارہ تاریخ کی کنکر کسی کے حوالے کر کے جدّہ میں واپس آگیا (طواف الوداع نہیں کیا واپس آگیا) کیا خیال ہے اس کے حج کا؟ کوئی رکن چھوٹا ہے؟ رکن نہیں چھوٹا ہے نا (الحمد للہ)۔ کمی اس نے کیا کی ہے:

1- بارہ تاریخ کو اس نے کنکر مارنے تھے اس نے کسی کو بغیر عذر کے (اور یہ بغیر عذر کے تھا) دے دیئے۔

2- ''مبیت بمنیٰ'' منیٰ میں قیام کرنا ہے رات کو ٹھہرنا ہے، یہ اس پر واجب ہے وکیل پر واجب نہیں جس کو وہ چھوڑ کر آیا ہے۔

3- طواف الوداع کب ہوتا ہے جب اعمال حج ختم ہوتے ہیں یا ان کے بیچ میں ہوتا ہے؟ تو اس کا طواف الوادع بھی قبول نہیں ہے۔

4- اس پر تین دَم ہیں تین دَم دے دے اس کا حج درست ہے اس کا رکن کوئی نہیں چھوٹا، یا واپس آکر طواف الوداع تو کر لے تیرہ (13) تاریخ کے بعد مبیت تو کر نہیں سکتا وہ تو ایک دَم اس کا کم ہو گیا طواف الوداع کرنے کا، اور رَمی کا بھی اُس نے اگر وکیل بنالیا ہے تو ٹھیک ہے۔ اس طریقے سے اس کا ایک دَم پڑ جاتا ہے مبیت جو اس نے نہیں کیا قول راجح پر کچھ علماء کہتے ہیں کیونکہ اس کو پتہ نہیں تھا تو اس کا دَم نہیں ہے لیکن اس طریقے سے اس پَر تین دَم ہیں۔ اور اکثر یہ غلطی ہوتی ہے کہ گیارہ تاریخ کو کسی کو کنکر دے کر جدّہ آجاتے ہیں سمجھتے ہیں حج ہمارا مکمل ہو گیا، میں مثال دے رہا ہوں جب آپ جانیں گے۔

اب حج کے سات واجبات ہیں کون سے ہیں؟ اگر واجب چھوٹ جائے نا تو دَم واجب ہو جاتا ہے واجب چھوٹنے سے، سب سے پہلے:

1۔احرام میقات سے کرنا جس کا میقات چھوٹ جائے اور اکثر لوگ غلطی کرتے ہیں وہ انڈیا اور پاکستان سے آتے ہیں اور جدہ سے احرام باندھتے ہیں۔دیکھا ہے آپ نے کہ نہیں؟ تو یہ غلطی کرتے ہیں۔ بہر حال میقات سے احرام باندھنا پہلا واجب ہے۔

2۔ عرفات میں ٹھہرنا شام تک سورج غروب ہونے تک۔ عرفات میں دن میں کچھ وقت ٹھہرنا رکن ہے اور سورج غروب ہونے تک ٹھہرنا واجب ہے فرق کیا ہے دونوں میں؟ جو عرفات میں تو رُکا ہے لیکن سورج غروب ہونے سے پہلے چلا گیا عرفات کی حدود سے باہر حج تو اس کا ٹھیک ہے لیکن دَم اس پر واجب ہو گیا۔

3-مزدلفہ میں رات رہنا واجب ہے۔

4-قربانی کرنا۔

5-بال کٹوانا۔

6-کنکر مارنا۔

7-طواف الوداع کرنا۔

تو یہ سات واجبات ہیں حج کے اگر طالب علم اس چیز کو سمجھ لے نا تو اسے مشکل نہیں ہوتی پھر۔اب حاجی سے کیا چھوٹ گیا ہے؟ واجب چھوٹ گیا ہے۔واجب چھوٹنے سے کیا ہوتا ہے؟ دَم ہوتا ہے۔رکن چھوٹ گیا ہے تو وہ رکن واپس دوبارہ کرنا ضروری ہے اس پر دَم واجب نہیں ہے یاد رکھیں رکن چھوٹنے پَر اگر جدّہ بھی آگیا۔

سوال: طواف زیارت رکن ہے؟

جواب:۔وہی طواف زیارت ارکان میں سے ہے طواف میں نے بتایا کہ طواف الزیارۃ (طواف الافاضۃ) کہتے ہیں اسے اور سعی حج جو ہے یہ چار ارکان ہیں۔

رکن چھوٹ گیا تو وہ کرنا واپس اس کو لوٹانا ضروری ہے، واجب ہے آپ لوٹا نہیں سکتے دَم دے دیں۔ جیسے نماز میں اگر واجب چھوٹ جائے تو کیا کرنا پڑتا ہے؟ سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے دو سجدے دے دیں واجب نہ لوٹائیں، اگر رکن چھوٹ جائے نماز کا پورا رکن واپس آپ کو لوٹانا پڑے گا۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

تو یہ مشکل نہیں ہے ہر ہفتے اگر آپ نماز کی شروط اور ارکان، اگلے ہفتے روزے کی شرطیں اور ارکان، اگلے ہفتے زکوۃ کی شرطیں اور ارکان، اگلے ہفتے حج کی شرطیں اور ارکان اس طریقے سے مشکل نہیں ہے، ایک، دو، تین، چار، پانچ چیزیں آپ یاد کر سکتے ہیں۔

"المرتبة الثانية" شیخ صاحب فرماتے ہیں "المرتبة الثانية الايمان" (دوسرا مرتبہ ہے ایمان کا)۔ اسلام کے مراتب کا بیان ہو رہا ہے دین اسلام کے، پہلا مرتبہ تھا اسلام کا، دوسرا ہے ایمان کا، تیسرا ہے احسان کا، تو دوسرا مرتبہ ہے ایمان کا۔

"وَ(متفق عليه)هُوَ: بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً" (اور ایمان جو ہے ستّر سے زیادہ شعبے ہیں یعنی قسمیں ہیں اور جزء ہیں ایمان کے) "فَأَعْلاهَا قَوْلُ لا إِله إِلا الله" (سب سے اونچا جو حصہ ہے ایمان کا وہ ہے لاإلہ إلا اللہ) "وَأَدْنَاهَا" (اور سب سے کم حصہ ہے) "إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ" (راستے سے کوئی گندگی یا أذی ہٹانا) "وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ" (اور حیاء (یعنی شرم وحیاء) ایمان کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے)۔ متفق علیہ

"الإيمان بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً ، فَأَعْلاهَا قَوْلُ لا إله إلا الله، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ" یہ جو الفاظ ہیں یہ صحیح حدیث سے متفق علیہ (صحیح بخاری، مسلم کی) روایت ہے یہ شیخ صاحب (رحمہ اللہ) نے بغیر حدیث کے یہ بیان کیا ہے۔

ایمان کے مسائل میں جو بات سمجھنے والی بہت ضروری ہے:

1-ایمان کی تعریف کیا ہے؟

2-ایمان کے ارکان کیا ہیں؟

3-ایمان زیادہ ہوتا ہے اور کم ہوتا ہے۔

4-اسلام اور ایمان میں فرق۔

5-اگر کوئی شخص سوال کرے کیا تم مومن ہو تو اسے جواب کیا دینا چاہیے کہ میں مومن ہوں یا میں مومن ہوں ان شاءاللہ؟ اور اس کی تفصیل۔

6-کبیرہ گناہ کا مرتکب اس کا کیا حکم ہے جو کبیرہ گناہ کرتے ہیں وہ مومن ہیں یا کافر ہیں؟

7-ایمان کے مختلف حصے اور قسمیں۔

تو آیئے دیکھتے ہیں میں مختصر سا بیان کرتا ہوں اور یہ تفصیل ان شاء اللہ اس درس کی ہو گی جو میرے دروس جاری ہیں اہل سنت والجماعت کے عقیدے میں، اس میں تفصیل بیان کریں گے یہاں پر میں صرف مختصر بیان کرتا ہوں تاکہ طالب علم کو پتہ چل جائے۔ سب سے پہلے یہ جان لیں جیسے اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ ایمان کے حصے ہیں یہ سمجھنا چاہیے ضروری اور حصے میں آخر میں بیان کروں گا، تو آیئے دیکھتے ہیں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے۔

1-ایمان کی تعریف "لغة" (لغت میں) "التصديق" (کسی چیز کی تصدیق کرنے کو ایمان کہتے ہیں)۔ عربی زبان میں "آمنت بك" (یعنی میں نے اس چیز کی تصدیق کی ہے)۔

جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے بھائیوں نے اپنے والد سے کیا کہا سورۃ یوسف میں ﴿وَمَآ اَنۡتَ بِمُؤۡمِنٍ لَّنَا وَلَوۡ كُنَّا صٰدِقِيۡنَ﴾ (یوسف: 7) (اور آپ تو ہماری بات کی تصدیق نہیں کریں گے اگرچہ ہم سچے کیوں نہ ہوں)۔ تو لفظ یہاں پر ایمان کا استعمال ہوا ﴿وَمَآ اَنۡتَ بِمُؤۡمِنٍ لَّنَا﴾۔

"وشرعاً" (اور شریعت میں شرعی اصطلاح میں ایمان کا مطلب ہے) "قول باللسان، وتصديق بالجنان، وعمل بالأركان، يزيد بالطاعة وينقص بالعصيان" (زبان کا قول، دل سے اقرار، پورے بدن سے عمل جو فرمانبرداری سے بڑھتا ہے اور نافرمانی سے کم ہوتا ہے)۔ یہ تعریف ہے اہل سنت والجماعت کی۔

باقی کچھ ایسے گروہ ہیں جنہوں نے ایمان کی تعریف میں غلطی کی ہے، جہمیوں نے کہا ایمان کا مطلب ہے دل سے جاننا بس، جو دل سے انسان اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے وہ مومن ہے (جہمی اور مرجئہ جو غالی مرجئہ ہیں) تو کافی ہے کسی کے لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دل سے جان لے زبان سے کہے یا عمل کرے یا نہ کرے کچھ کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اچھا مجھے یہ بتائیں جہمیوں کی تعریف کے مطابق ابلیس مومن ہے کہ نہیں؟ فرعون مومن ہے کہ نہیں؟ نہیں۔ کیوں؟ دل سے جان چکے تھے کہ نہیں؟ تو کیا ابلیس واقعی مومن ہے فرعون مومن ہے؟ لہذا یہ تعریف اصل سے باطل ہے۔

کچھ لوگوں نے کہا، کرامیہ نے کہا کہ ایمان کا مطلب ہے "قول باللسان" زبان کا قول بس کافی ہے، زبان سے کہہ دیا

چاہے دل میں تصدیق کی یا نہیں کی اس کی ضرورت نہیں ہے(اور یہ بات بھی درست نہیں ہے)۔

عبد اللہ بن ابی بن سلول کیا مومن ہے کیا خیال ہے ؟! منافق ہے منافقوں کا سردار ہے اور منافق جو ہیں ﴿فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾(النساء:145)کافروں سے بھی نیچے ہیں۔

سوال: کس نے کہا ہے؟

جواب: کرامیہ یہ ایک گروہ ہے قول باللسان کہتے ہیں کافی ہے۔ تو کیا زبان کا قول کافی ہے اگر کافی ہوتا تو عبداللہ بن اُبی مومن ہوتا کہ نہیں ؟! تو پھر دنیا میں کوئی منافق رہتا؟! تو اس قول سے نفاق کا خاتمہ ہوتا ہے کہ نہیں؟ یہ قول بھی غلط ہے۔

پھر مرجئۃالفقہاء آئے ہیں انہوں نے کہا کہ قول باللسان بھی ہے تصدیق بالقلب بھی ہے اور عمل جو ہے یہ شرط ایمان کی صحت کا نہیں ہے ایمان کے کمال کا ہے۔

یہ اِدھر مشکل بات اب آگئی ہے !امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ اور ان کے استاد جو ہیں حماد بن ابی سلیمان۔ حماد بن ابی سلیمان امام ابو حنیفہ کے استاد ہیں ان کو کہتے ہیں مرجئۃالفقہاء، یہ مرجئ ہیں لیکن فقہاء کے مرجئ ہیں وہ مرجئ نہیں عام مرجئ کیا کہتے ہیں؟ مرجئۃ تین قسم کے ہیں:

1-ایک غالی مرجئ جیسے جہمیوں کا قول ہے کہ دل سے جاننا کافی ہے۔

2-دوسرے عام مرجئۃ ہیں جو کہتے ہیں ایمان کا مطلب ہے زبان کا قول اور دل سے تصدیق، عمل کا کوئی دخل نہیں ہے ایمان میں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان اور ایک زانی فاسق کا ایمان برابر ہے!

یہ عام مرجئ ہیں کہ عمل کا ایمان سے کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ مرجئ کیوں کہتے ہیں؟ ارجاء کہتے ہیں تاخیر کرنے کو پیچھے کرنے کو، عمل کو پیچھے کر دیا اس لیے مرجئۃ کہا گیا ہے ان کو۔

3-تیسرا گروہ جو مرجئۃ کا ہے وہ ہے مرجئۃالفقہاء، وہ کہتے ہیں کہ زبان کا قول بھی ہم مانتے ہیں، دل کی تصدیق اور اقرار بھی ہم مانتے ہیں لیکن جو عمل ہے وہ ایمان کی صحت کے لیے نہیں ہے لیکن کمال کے لیے ہے۔

جو مرجئ تھے وہ کیا کہتے ہیں جو عام مرجئ ہیں؟ وہ کہتے ہیں عمل جو ہے ضرورت ہے ہی نہیں اس کی نہ کمال کے لیے اور

نہ صحت کے لیے۔اوران کا قول کیاہے مرجئۃالفقہاء؟کہ کمال کے لیے ضروری ہے۔

اہل سنت والجماعت کا قول دیکھیں"قول باللسان"زبان کا قول اور دل کی تصدیق اور پورے جسم سے عمل اور جو عمل ہے یہ اس کی تفصیل ہے۔کچھ ایسے اعمال ہیں جن کو چھوڑنے سے ایمان کی حقیقت ختم ہو جاتی ہے۔مثال کے طور پر توحید کو چھوڑنا(شرک کرنا)،اور نماز کو چھوڑنا(صلاۃ)۔جو نماز نہیں پڑھتا ہمیشہ بے نمازی جو ہے کیا مومن ہے وہ؟ نہیں۔کیوں؟زبان سے کلمہ پڑھاہے دل سے اس کو یقین بھی ہے لیکن عمل ہے نماز عمل ہے بدن کا عمل ہے۔جب اس نے چھوڑ دیا تو یہاں پر کیونکہ یہ ہے شرط صحت الایمان نماز جو ہے۔سارے اعمال ایمان کی صحت کے لیے شرط نہیں ہیں یادرکھیں بعض اعمال ایسے ہیں بعض اعمال ایسے نہیں ہیں۔تو نماز اور توحید یہ دو ایسے عمل ہیں جن کو چھوڑنے سے ایمان پورا چلا جاتا ہے دائرہ اسلام سے یہ مومن خارج ہو جاتا ہے۔اور باقی جو اعمال ہیں،روزہ ہے،زکوۃ ہے اگر کوئی شخص نہیں دیتا تو گناہ کبیرہ کا فائز ضرور ہے لیکن کفر اکبر نہیں ہے یادرکھیں۔اس کی دلیل کسی کو پتہ ہے؟

1-عبداللہ بن شقیق رحمۃاللہ علیہ جو مشہور تابعی ہیں وہ اجماع نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم أجمعین کے نزدیک کوئی بھی عمل ترک کرنے سے کفر نہیں ہوتا سوائے نماز کے(صحابہ کرام کوئی عمل ترک کرنا کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے نماز کے)نماز اگر ترک کر دیتا تھا کوئی تو کہتے تھے کہ یہ کافر ہے اس کے علاوہ کافر نہیں کہتے تھے،الا یہ کہ وہ اسے مستحل نہ سمجھ لے کہ نماز فرض ہی نہیں(کافر ہے)،زکوۃ فرض ہی نہیں(کافر ہے)،اگر سستی سے زکوۃ نہیں دیتا تو وہ کافر نہیں ہے لیکن وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔تو یہ تفصیل ہے ایمان کی تعریف میں۔

2-ارکان اِلایمان چھ ہیں:اللہ تعالیٰ پر ایمان،اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان،اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان،کتابوں پر ایمان،آخرت پر ایمان اور اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان(یہ ارکان ایمان ہیں)۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان میں چار چیزیں ضروری ہیں اس کے بغیر اللہ تعالیٰ پر ایمان مکمل نہیں ہوتا:(۱)اللہ تعالیٰ موجود ہے۔(۲)اللہ تعالیٰ واحد ربّ ہے(توحید الربوبیۃ)۔(۳)اللہ تعالیٰ واحد سچا معبود ہے(توحید الألوھیۃ)۔(۴)اللہ تعالیٰ کے اچھے نام اور صفات الکمال ہیں(یہ توحید الأسماء والصفات)۔

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو موجود تو سمجھا اس پر یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو ربّ نہیں جانا وہ دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوا۔ جس نے یہ جانا کہ اللہ تعالیٰ موجود بھی ہے اور اللہ تعالیٰ واحد ربّ بھی ہے وہ کون سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے لیکن اللہ کو ربّ نہیں جانتے؟ ایک ایسا گروہ ہے جو کہتا ہے اللہ تعالیٰ موجود ہی نہیں ہے کون ہیں؟ سوشلسٹ (Socialist) وغیرہ جو ہیں سارے۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اللہ تو موجود ہے لیکن ربّ نہیں ہے کیا اُن کا یہ ماننا کوئی فائدہ مند ہے؟ یہ غلاۃ الفلاسفہ ہیں (جو فلسفی ہیں) کہتے ہیں کہ کوئی طاقت موجود ہے لیکن وہ ربّ نہیں ہے، یہ زمانہ بھی پوری کائنات بھی قدیم ہے اور اللہ بھی قدیم ہے۔ یعنی سب اکٹھے جو بعد میں فلسفی آئے ان کے بھی درجات ہیں فلاسفہ کے ان کے آخر میں ابن سینا آئے ہیں جو ابن سینا مشہور ہیں نا مسلمان عالم یہ انہوں نے بہت ساری غلط باتیں کی ہیں فلسفہ ان کے اندر ان کے خون میں بھی رچا ہوا ہے۔

تو دوسرا گروہ آیا انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ موجود بھی ہے ربّ بھی ہے لیکن واحد معبود نہیں مانتے تو یہ بھی کافی نہیں تھا جیسے قریش عرب جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو ربّ جانتے تھے لیکن واحد معبود نہیں جانا۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

پھر اللہ تعالیٰ موجود بھی ہے واحد ربّ بھی ہے واحد معبود بھی ہے لیکن اللہ کے اسماء وصفات نہیں ہیں کون ہیں یہ؟ ''جہمی'' الجھمیۃ جو ہیں عقیدے میں توحید ان کی اچھی ہے یعنی توحید ربوبیت، توحید الوہیت میں ان کا اچھا عقیدہ ہے لیکن اسماء وصفات میں آکر انہوں نے سارے اسماء وصفات کا انکار کیا معطلہ ہیں پورے اس لیے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس تعطیل کی وجہ سے۔

تو یہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے لیے کہ ان چار چیزوں پر ایمان ہو: اللہ تعالیٰ موجود ہے، اللہ تعالیٰ واحد ربّ ہے، اللہ تعالیٰ سچا معبود ہے، اللہ تعالیٰ کے اچھے نام اور صفات الکمال ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان: دو قسم کے آپ فرشتوں پر ایمان لا سکتے ہیں ایک مجمل ایمان ہے اور ایک ہے مفصل۔ مجمل یعنی اجمالی طور پر کہ فرشتے موجود ہیں، فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں، فرشتے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں کبھی نافرمانی نہیں کرتے، بعض فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے خاص عمل سونپے ہیں وہ وہی کرتے ہیں، بعض فرشتوں کے

خاص نام ہیں ان کو ان ناموں سے جاننا، فرشتے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں سے پیار کرنے والی مخلوق ہیں مومنوں سے فرشتے پیار کرتے ہیں۔ یہ مجمل ایمان ہے فرشتوں پر (تفصیل ان شاءاللہ کبھی بیان کریں گے ہم)۔

مفصل ایمان یہ ہے:

1- کہ اللہ تعالیٰ کے جو فرشتے ہیں ان میں سے جن کے نام موجود ہیں ان ناموں سے ان فرشتوں کو جاننا۔

سیدنا جبریل، سیدنا میکائیل، سیدنا اسرافیل، ملک الموت، الزبانیہ، مالک، رضوان (علیہم الصلاۃ والسلام) یہ وہ فرشتے ہیں جن کے نام اللہ تعالیٰ نے بیان کیے ہیں قرآن مجید میں اور صحیح حدیث میں ان کے نام موجود ہیں ان کو ان ناموں سے ہی جاننا ہے۔

2- جن فرشتوں کے عمل صحیح احادیث میں اور قرآن مجید کی آیات میں بیان ہوئے ہیں ان کو ان اعمال سے جاننا۔

سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کا کیا کام ہے؟ وحی جو دل کی زندگی ہے۔ سیدنا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام کا کیا کام ہے؟ صور کو پھونکنا جو آخرت کی زندگی ہے۔ اور سیدنا میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام کا کیا کام ہے؟ موکلُ بارش اور رزق جو ہے اور یہ دنیا کی زندگی کے لیے ضروری ہے۔

تو تینوں فرشتے جو ہیں آپ دیکھیں ان کا زندگی سے تعلق ہے ڈائریکٹ (direct) طریقے سے یا اِن ڈائریکٹ (indirect) طریقے سے، کچھ اس دنیا کی زندگی کے لیے کچھ دل کی زندگی کے لیے اور کچھ آخرت کی زندگی کے لیے جب تک دوسرا صور نہیں پھونکا جائے گا تو دوبارہ روح واپس نہیں آسکتی۔ تو دیکھیں کس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے ان سب سے بڑے جو عظیم فرشتے ہیں ان کو وہ عمل سونپا ہے جس میں انسان کی اس بندے کی زندگی سے جس کا تعلق ہے۔ تو فرشتوں پر ایمان کے دلائل قرآن مجید اور صحیح حدیث میں موجود ہیں اور جو احادیث آگے آئیں گی اس میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کتابیں مجمل اور مفصل۔ مجمل ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ کی کتابیں اللہ تعالیٰ کی وحی ہیں، جو اس میں کلام ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کسی اور کا کلام نہیں ہے، ساری اللہ تعالیٰ کی جو معروف کتابیں ہیں ان

پر ایمان۔ جتنی کتابیں بھی موجود ہیں ان سب کو نسخ قرآن مجید نے کیا ہے، ان سب کا علم قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں ہمیشہ خیر ہی کی ترغیب دی گئی ہے اور شر سے آگاہ کیا گیا ہے۔ توحید کی سب سے پہلے دعوت دی گئی ہے اور سب سے پہلے شرک سے آگاہ کیا گیا ہے باقی احکام اور مسائل ہیں ہر نبی کے اپنے اپنے ہیں اپنی امت کے لیے لیکن جو یکسانیت ہے وہ توحید اور شرک کے مسئلے ہیں۔

جو مفصل ایمان ہے اللہ تعالیٰ کی کتابیں جو ہیں ان پر ایمان تفصیل کے ساتھ لے کر آنا ہے۔ جو مشہور و معروف کتابیں ہیں صحف ابراہیم و موسیٰ (صحیفے ہیں سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پر اور سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر)۔ تورات، زبور، انجیل، قرآن مجید، یہ مشہور کتابیں ہیں۔ تورات سیدنا موسیٰ پر اُتری، زبور سیدنا داود پر اُتری، انجیل سیدنا عیسیٰ پر اُتری (علیہم الصلاۃ والسلام) اور قرآن مجید محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا۔ قرآن مجید جو ہے وہ مھمین علی جمیع الکتب ہے۔ "مھمین "یعنی نسخ کر چکا ہے ناسخ ہے، باقی کتابیں ساری منسوخ ہیں جو احکام قرآن مجید میں ہیں اب تا قیامت اسی پر عمل ہو گا۔ کوئی شخص اگر کہے کہ تورات بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے میں تورات پر عمل کرنا چاہتا ہوں تو اس کے لیے جائز نہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اگر وہ تورات پر عمل کرتا ہے قرآن کو چھوڑ کر۔

"ورسلہ" (اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان، مجمل ایمان اور مفصل ایمان)۔ مجمل ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول موجود ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول سارے کے سارے بندے ہیں نوری مخلوق نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں بشر ہیں، اللہ تعالیٰ نے بہترین لوگوں میں سے بہترین لوگ چنے ہیں اور ان کو مصطفین الاخیار بنا دیا ہے، ان پر اپنی وحی نازل کی ان پر اپنی نعمتیں تمام کی ہیں۔

جتنے بھی رسول اور نبی ہیں وہ غلطیوں سے کبائر گناہوں سے معصوم ہیں غلطی نہیں کرتے سارے انبیاء اور رسل جو ہیں۔ انبیاء اور رسل علیہم الصلاۃ والسلام ہمیشہ سچے ہوتے اور امانت میں کبھی خیانت نہ کرتے، الصادق الامین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مشہور ہے لیکن باقی انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام جو ہیں وہ بھی سچے تھے جھوٹ نہیں بولتے تھے اور امانت میں خیانت نہیں کرتے تھے، یہ صفات جو اچھی صفات ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو عطا کی ہیں۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے ہمیشہ اپنی امت تک اللہ کا دین مکمل طور پر جیسے ملا ویسے پہنچایا اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی یاد رکھیں، کسی نبی یا رسول کے لیے جائز نہیں تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی تبدیلی کرے اور نہ کسی نے کی ہے۔

مفصل ایمان اللہ تعالیٰ کے جو رسل اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں اللہ تعالیٰ کی سب سے بہترین مخلوق ہیں اور ان سب سے افضل جتنے بھی انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) موجود ہیں وہ اولوالعزم ہیں۔ اولوالعزم پانچ ہیں: سیدنا نوح، سیدنا ابراہیم، سیدنا موسیٰ، سیدنا عیسیٰ (علیہم الصلاۃ والسلام) اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، انہیں کہتے ہیں اُولوالعزم من الرسل (عظیمت والے، سختیاں برداشت کرنے والے)۔ اگرچہ ہر نبی نے سختی برداشت کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک خاص مقام دیا ہے کیونکہ یہ اپنی قوم کے لیے جب بھیجے گئے تو ان کو ہر قسم کی سختی کا سامنا کرنا پڑا۔

اور تفصیل کا وقت نہیں ہے کہ میں تفصیل بیان کروں لیکن اولوالعزم پانچ ہیں پانچ اولوالعزم میں سے جو سب پانچوں سے زیادہ بہتر ہیں وہ الخلیلین۔ کون ہیں دونوں خلیل؟ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور دونوں خلیلین میں سے جو سب سے زیادہ افضل ہیں وہ ہیں سید المرسلین وخاتم النبیین سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر، ہر نبی پر وحی نازل کی ہے اور (یاد رکھیں یہ قاعدہ ہے) ہر رسول تو نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے۔ رسول اور نبی میں فرق کیا ہے علماء کے مختلف اقوال ہیں ایک مشہور قول ہے جو ابھی تک موجود تھا (یعنی اکثر لوگ جو جانتے تھے) وہ یہ تھا کہ نبی وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائے لیکن حکم نہ دے اس کو پہنچانے کا کسی اور کی طرف، اور رسول وہ ہے جس پر وحی نازل ہو اور اللہ تعالیٰ اسے حکم دے کہ آپ نے یہ فلاں امت تک پہنچانا ہے یا اپنی امت تک پہنچانا ہے، لیکن جو اس سے زیادہ بہتر قول ہے وہ یہ ہے کہ نبی جو ہے وہ مومنوں کے لیے بھیجا جاتا ہے اور رسول جو ہے وہ مشرکین کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ جب شرک ظاہر ہوتا ہے زمین پر اللہ تعالیٰ رسول بھیجتا ہے جب تک

شرک نہیں ہے تو نبی تو آتے رہتے ہیں رسول نہیں آتے (رسول جب تک شرک نہیں ہوتا نا رسول نہیں آتا)۔ اس لیے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کیا ہیں؟ نبی ہیں۔ رسول کیوں نہیں ہیں؟ شرک تھا ہی نہیں۔

اس کی دلیل کیا ہے کہ سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام رسول نہیں ہیں نبی ہیں؟ صحیح بخاری میں باب الشفاعة میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی مشہور حدیث کہ لوگ جائیں گے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف اور کیا کہیں گے؟ "أنتَ أوّلُ الرُّسُل الله" (تم اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہو)۔ کس کو کہیں گے؟ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو (سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو نہیں کہیں گے یاد رکھیں)۔ تو صحیح بخاری میں یہ واضح دلیل ہے کہ سب سے پہلے رسول سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور سب سے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

"والیوم الآخر" (اور آخرت پر ایمان)۔ اور آخرت پر ایمان ضروری ہے موت سب سے پہلی سیڑھی ہے پھر قبر ایمان پھر حشر ونشر، حساب وکتاب، ترازو، حوض کوثر، پُل صراط، جنت، دوزخ، سفارش۔ یہ دس چیزیں ہیں جن کا تعلق آخرت کے ایمان پر ہے (آخرت پر ایمان میں یہ دس چیزیں شامل ہیں ان کو ان شاءاللہ جو دروس ہمارے جاری ہیں تفصیل سے بیان کریں گے) یہ جان لیں کہ یہ جاننا بہت ضروری ہے ہر مسلمان کے لیے۔

تقدیر پر ایمان اچھی ہو یا بُری ہو، تقدیر کے چار مرتبے ہیں جس نے ان چار مرتبوں کو سمجھ لیا اس نے تقدیر کو سمجھ لیا، جس نے ان کو سمجھا نہیں تو اس کے لیے بہت مشکل ہے تقدیر کے مسئلے کو سمجھنا:

1- "علم" اللہ تعالیٰ جان چکا ہے جو کچھ اس کائنات میں ہونا ہے تا قیامت اس کائنات کو پچاس (50) ہزار سال پیدا کرنے سے پہلے۔ ابھی کائنات پیدا نہیں ہوئی پچاس (50) ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ جان چکا ہے کہ میں کون سی مخلوق پیدا کروں گا اور مخلوق کرے گی کیا قیامت تک کیا کرے گی یہ علم ہے۔

2- پھر اللہ تعالیٰ نے اسے لوح محفوظ میں لکھ دیا "الکتابۃ" (پہلا علم ہے دوسرا ہے کتابہ، لکھنا) لوح محفوظ میں سب کچھ لکھا ہوا موجود ہے۔

3- "المشیئۃ" اللہ تعالیٰ نے جو چاہا اس میں سے وہ ہوا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔ ﴿وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (الملک:1)، ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ (ھود:107)۔

4-''الخلق'' اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اپنے اس علم کے مطابق جو وہ جانتا تھا جو کچھ لکھا گیا اس کے مطابق اپنی مشیئت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو پیدا کیا۔

آج میں ڈاکٹر ہوں، لوح محفوظ پر لکھا ہے کہ یہ شخص ڈاکٹر بنے گا۔ مجھے مجبور کسی نے نہیں کیا کہ میں ڈاکٹر بنوں میں خود اپنی مرضی سے ڈاکٹر بنا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے پیدا کرنے سے پچاس(50) ہزار سال پہلے جان چکا تھا کہ یہ شخص ڈاکٹر بنے گا، علم اُزلی اسے کہتے ہیں لوح محفوظ میں لکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا مجھے پیدا کیا مجھے توفیق دی میں ڈاکٹر بنا یہاں پر مجبوری کی کوئی صورت موجود ہے؟ عام لوگ کیا سمجھتے ہیں؟ کہ جو گناہ گار ہیں وہ مجبور ہیں بے چارے۔ کیوں؟ کیونکہ لکھا ہوا ہے (کہتے ہیں نا یہ تقدیر میں لکھا ہے)۔ تقدیر میں لکھا ہے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ مجبور ہیں، تقدیر میں لکھا ہے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ جان چکا ہے پہلے کہ آپ یہ کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دے دی۔

کچھ روشنی ہے تھوڑی سی کچھ وضاحت ہوئی؟ میں پوری بات یہاں پر وضاحت نہیں کر سکتا ہوں اس کے لیے دو تین کم سے کم لیکچر چاہیئں صرف تقدیر کے مسئلے پر۔ دس پوائنٹ ہیں جن پر بات ہونے والی ہے تقدیر کے مسئلے پر کیونکہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم مجبور ہیں تو اس مجبوری کا خاتمہ کرنے کے لیے کہ ہم مجبور نہیں ہیں اس کو بیان کرنے کے لیے میں نے یہ بات بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مجبور نہیں کیا اور اس سے پہلے یہ چار مرتبے جو میں نے بیان کیے دو چیزیں ہمیشہ یاد رکھیں تقدیر کے معاملے میں:

1-اللہ تعالیٰ أحکم الحاکمین ہے۔

2-﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾ (الکھف:49) اللہ تعالیٰ کبھی ظلم نہیں کرتے۔

3-تقدیر کا معاملہ غیب میں سے ہے سمجھ آئے تو الحمد للہ، نہ سمجھ آئے تو آمنا وصدقنا اور یہ قاعدہ ہے ہر غیب کے مسئلے کے لیے یاد رکھیں۔ غیب چھپا ہوا ہے ہمارے سامنے نہیں ہے جتنا علم ہمیں ملا ہے ہم نے اتنی ہی بات کرنی ہے اور یہ فہم، ادراک، علم دو لوگوں کے برابر نہیں ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ عطا فرمائی اس کی عقل تھوڑی سی کھل گئی اس نے سمجھا ہے الحمد للہ کہے۔ جس کو سمجھ نہیں آئی ہمارے سمجھانے کے باوجود بھی، جو ہم سے اچھے علماء ہیں ان کے

سمجھانے کے باوجود بھی اسے پتہ نہیں چلا تو وہ کیا کہے؟ آمنا و صدقنا۔ ورنہ شیطان وسوسہ کرتا ہے اور دروازے کھلتے جاتے ہیں گمراہی کے پھر۔

شیخ صاحب (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں "والدليل على هذه الأركان" (اب یہ جو ارکان بیان کیے ہیں شیخ صاحب نے چھ رکن ہیں اس کی دلیل کیا ہے) "قوله تعالى" (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ﴾ (البقرۃ:177) (اچھائی صرف اس میں نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف یا اپنا رُخ مشرق اور مغرب کی طرف کرو) ﴿وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ﴾ (لیکن ساری کی ساری اچھائی اس میں ہے) ﴿مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ﴾ (جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے) ﴿وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ﴾ (اور آخرت پر) ﴿وَالۡمَلٰٓئِكَةِ﴾ (اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر) ﴿وَالۡكِتٰبِ﴾ (یعنی کتابوں پر) ﴿وَالنَّبِيّٖنَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ کے نبیوں پر)۔ یہاں پر کتنے ہیں؟ پانچ رکن ہیں۔

چھٹا رکن "ودليل القدر" (اور تقدیر کی دلیل) "قوله تعالى" (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿اِنَّا كُلَّ شَىۡءٍ خَلَقۡنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر:49) (بے شک ہم نے ہر چیز کو تقدیر پر پیدا کیا)۔

اللہ تعالیٰ کا اندازہ ہے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ کون سا اندازہ ہے؟ وہی چار مرتبے جو ہیں، علم ہے، کتابت لوح محفوظ میں ہے، اللہ تعالیٰ کی مشیئت (اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے)، پھر اس کو پیدا کیا ہے۔

"المرتبة الثالثة: الإحسان" اگلے درس میں۔ ایمان کے مسائل میں سے جو اہم چیزیں رہ گئی ہیں میں تھوڑے سے وقت میں وہ بیان کر دوں۔ میں نے بیان کیا تھا کہ ایمان کے لیے سات چیزیں جاننا ضروری ہیں:

1-ایمان کی تعریف بیان کر چکے۔

2-ارکان ایمان بیان کر چکے۔

3-"زيادة الايمان ونقصانه" (ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے)۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے کم بھی ہوتا ہے اس کے دلائل قرآن مجید میں اور صحیح حدیث میں موجود ہیں۔ قرآن مجید میں آیت ہے

﴿وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا﴾(المدثر:31)(تاکہ مومنوں کا ایمان بڑھے)۔جو ایمان بڑھتا ہے اس سے پہلے کیا تھا اس بہت سے تو کم تھا نا، جو زیادہ ہو سکتا ہے مطلب وہ کم بھی ہو سکتا ہے۔

اور اسی حدیث میں جو صحیح بخاری، مسلم کی روایت ہے"الإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً"(ایمان کے"بِضْعٌ وَسَبْعُونَ""ستّر (70) سے زیادہ حصے ہیں جزء ہیں)"فَأَعْلَاهَا"(سب سے بلند)"قَوْلُ لا إله إلا الله"(لاالٰہ الااللہ کا قول)"وَأَدْنَاهَا"(اور سب سے کم)"إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ"(راستے سے کوئی گندگی ہٹانا، بُری چیز ہٹانا)"وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ"(اور شرم وحیاء ایمان کا حصہ ہے)۔

اس حدیث میں"فَأَعْلَاهَا"(سب سے اونچا)"أَدْنَاهَا"(سب سے کم)،اور"الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ"(اور شرم وحیاء جو ہے وہ ایمان کا حصہ ہے)۔ جس چیز کے حصے ہوتے ہیں وہ زیادہ اور کم ہوتی ہے کہ نہیں؟ جتنے حصے زیادہ ہوتے جائیں گے زیادہ ہوتی جائے گی اور جتنے حصے کم ہوتے جائیں گے کم ہوتی جائے گی۔اور اس حدیث میں"فَأَعْلَاهَا قَوْلُ لا إله إلا الله"(زبان کا قول)"أَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ"(راستے سے گندگی کو ہٹانا یہ عمل ہے)"وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ"(اور شرم و حیاء دل کا عمل ہے)۔

ذرا غور کیا ہے اس حدیث مبارکہ پر ایمان کیا ہے؟ زبان کا قول، دل سے تصدیق دل کا عمل اور بدن سے عمل۔اس حدیث میں تینوں چیزیں ہیں کہ نہیں؟"قَوْلُ لا إله إلا الله"،"إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ"(عمل ہے)اور"الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ"(دل کا عمل)۔تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چیز کی طرف اشارہ دے رہے ہیں کہ ایمان جو ہے وہ دل سے بھی ہوتا ہے زبان سے بھی ہوتا ہے اور عمل سے بھی ہوتا ہے اور یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور طریقہ ہے ایمان کے مسئلے میں۔

4-"الفرق بين الإسلام والإيمان"کیا اسلام اور ایمان میں فرق ہے یا نہیں علماء کے دو اقوال ہیں:

ا-ایک قول یہ ہے کہ دونوں میں فرق ہے اسلام الگ چیز ہے ایمان الگ چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾(الاحزاب:35)اگر دونوں میں فرق ہوتا تو دونوں کو اکٹھا بیان نہ کرتے، تو اسلام الگ چیز ہے ایمان الگ چیز ہے۔

۲-دوسرے گروہ کا یہ کہنا ہے کہ اسلام اور ایمان ایک ہے جب ہم کہتے ہیں﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾تو مسلمان خارج ہیں اس سے کیا مسلمان شامل ہیں کہ نہیں؟ مسلمان بھی شامل ہیں لیکن لفظ ایمان کا ہے اس لیے دونوں ہی ایک ہیں۔

تیسرے قول میں تفصیل ہے کہ جب دونوں اکٹھے بیان ہوں تو اس میں ان دونوں میں فرق ہے، جب دونوں میں سے ایک بیان ہو یعنی دونوں شامل ہیں۔ سمجھ آئی کہ نہیں ؟﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ یعنی ایمان اور اسلام دونوں ہیں۔﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾الگ الگ ہیں۔اسلام ظاہری عمل اور ایمان دل کا عقیدہ دل کے اعمال کو ایمان کہا جاتا ہے۔

5-"الإستثناء في الإيمان"۔اگر کوئی شخص آپ سے سوال کرے کہ کیا آپ مومن ہو جواب کیا ہونا چاہیے ہاں میں مومن ہوں یا ان شاءاللہ میں مومن ہوں؟ علماء کے چار اقوال ہیں:

۱-یہ کہنا کہ ان شاءاللہ مومن ہوں حرام ہے۔ان شاءاللہ کہنا حرام ہے یہ مرجئہ اور جہمیہ کا قول ہے وہ کہتے ہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے ان شاءاللہ میں مومن ہوں اسے اپنے اوپر شک ہے وہ کافر ہے۔ جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ ان کے نزدیک ایمان دل سے جاننا ہے۔ تعریف میں کیا ہے مرجئہ، جہمی کیا کہتے ہیں؟ دل سے جاننا ہی ایمان ہوتا ہے، جب انسان یہ کہتا ہے کہ ان شاءاللہ تو یہ شک کی بنیاد پر کہہ رہا ہے تو اس کے دل میں ابھی معرفت ہوئی نہیں ہے تو وہ کافر ہے (تو یہ کہنا حرام ہے ان کے نزدیک)۔

۲-دوسرا قول ہے واجب ہے کہ ان شاءاللہ کہنا واجب ہے۔کچھ سلف سے یہ واضح ہے اور یہ انہوں نے ان کے جواب میں دیا جہمیوں کے جواب میں کہ تم لوگ کہتے ہو حرام ہے اور ہم کہتے ہیں واجب ہے آؤ جواب دو اب۔

۳-تیسرا قول ہے جائز ہے اور جواز کی طرف صحابہ کرام میں سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ،اور بعض لوگوں نے سمجھا کہ وجوب کی طرف جاتے ہیں لیکن جو صحیح قول ہے وہ جواز کی طرف جاتے ہیں کہ یہ کہنا "ان شاءاللہ" جائز ہے۔

۴-چوتھا قول ہے امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ کا کہ مستحب ہے بہتر ہے کہو۔

اور پانچواں قول ہے تفصیل والا کیا قول ہے ؟اگر انسان کی جو ہے ایک وقت میں ایک حالت نہیں رہتی اگر آپ کی حالت ہے کمزوری والی کوئی شخص آپ سے سوال کرے کیا آپ مومن ہو؟اور آپ دیکھتے ہو کہ آپ پست ہو اور کمزور ہو اور دل میں اب ایمان کی مٹھاس نہیں آپ کو محسوس ہوتی تو کہو ہاں میں مومن ہوں،اور اگر آپ کے دل کے اندر الحمدللہ پختگی اور مضبوطی ہو آپ کو کوئی مسئلہ نہ ہو تو یہاں پر استثناء ''ان شاءاللہ'' بیان کرو۔(تو یہ مختلف اقوال ہیں)تو یہ پانچویں نمبر پر ''الإستثناء في الايمان''۔

6-''حكم مرتكب الكبيرة''(جو کبیرہ گناہ کرتا ہے اس کا حکم کیا ہے)۔کیا کبیرہ گناہ کرنے والا مومن ہے یا کافر ہے اس میں چار مختلف گروہ ہیں:

۱-خوارج کا گروہ وہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کرنے والا یعنی جو شخص زنا کرتا ہے،سود کھاتا ہے یا والدین کی نافرمانی کرتا ہے یا جو بھی کبیرہ کرتا ہے وہ کافر ہے۔خوارج کا کہنا ہے کہ دنیا میں وہ کافر ہے اور آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی سزا اس کو ملے گی۔

۲-دوسرا گروہ ہے دنیا میں وہ نہ مومن ہے نہ کافر ہے اور آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ جہنم میں رہے گا،یہ معتزلہ کا قول ہے۔''المنزلة بين المنزلتين''دنیا میں جو کبیرہ گناہ کرتا ہے نہ مومن ہے نہ کافر ہے تو کیا ہے وہ؟ پتہ نہیں۔ارے مومن کیوں نہیں ہے؟!کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص زنا کرتا ہے یا چوری کرتا ہے اس کا ایمان اس کے سر کے اوپر آجاتا ہے تو جب اس کا ایمان نکل جاتا ہے یعنی وہ مومن تو نہ رہا۔کافر کیوں نہیں ہے؟ کیونکہ اس نے کلمہ پڑھا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کفر کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا ہے اور خاموشی اختیار کی ہے تو ہم بھی خاموشی اختیار کرتے ہیں۔تو یہ المنزلۃ بین المنزلتین ہیں(دنیا میں نہ مومن ہے نہ کافر ہے)یہ معتزلہ کا قول ہے۔

پہلا قول بھی باطل ہے خوارج کا اور یہ قول بھی اس سے باطل ہے۔یہ باطل کیوں ہے؟ کیونکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ اس کا ایمان سر کے اوپر کھڑا ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سارا ایمان ضائع ہو گیا

،اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا ایمان کمزور ہو گیا اور اتنا کمزور ہو گیا کہ اس کے دل میں بہت کم ایمان رہ گیا جس کی وجہ سے اس کا ایمان باقی رہا ہے ورنہ تو وہ کافر ہو جاتا۔

اور دوسری دلیل یہ ہے صحیح بخاری، مسلم میں جیسے آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اب اس بندے کو بھی جہنم سے نکالو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ یہ کون ہوں گے یہود و نصاریٰ ہوں گے کیا؟ یہ کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہی ہوں گے گناہ کبیرہ کرنے والے۔ تو اس کا مطلب ہے وہ دنیا میں نہ وہ کافر ہیں نہ وہ درمیانی کنڈیشن میں ہیں (نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے)۔

۳- تیسرا قول ہے گناہ کبیرہ کرنے والا مومن ہے ''کامل الایمان'' یہ قول ہے مرجئہ کا کہ اس کے ایمان میں کوئی کمی نہیں پڑتی۔ کیوں؟ ایمان تو دل کی معرفت ہے اللہ تعالیٰ کو تو جان لیانا اب جو کچھ کرتے رہو تمہاری مرضی ہے آپ کے ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۴- چوتھا قول ہے ''مؤمن بإيمانه فاسق بكبيرته وأمره إلى الله''۔ اہل سنت والجماعت کا یہ موقف ہے اس مسئلے میں کہ گناہ کبیرہ کرنے والا انسان مومن ہے اپنے ایمان سے جو اس کے دل میں ہے اور فاسق ہے اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے اس نافرمانی سے جو اس نے کی ہے دائرہ اسلام سے وہ خارج نہیں ہے کیونکہ اس کا ایمان موجود ہے، اور مکمل ایمان نہیں ہے ناقص الایمان ہے کیونکہ اس نے گناہ کبیرہ کیا ہے، ''وأمره الي الله يوم القيامة'' اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جانے اور وہ شخص جانے، چاہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی توحید کو دیکھ کر اسے معاف کر دے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ اپنے عدل و انصاف سے اس کو اتنی سزا دے جتنا اس کا گناہ ہے اور یہی قول حق ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہے۔

اور آخر میں ایمان کے حصے، زبان کے اقوال، دل کے اعمال اور اقوال اور جسم کے اعمال۔ زبان کے اقوال کلمہ شہادت، قرآن مجید کی تلاوت، اللہ تعالیٰ کا ذکر یہ سارے ایمان کے حصے ہیں۔

دل کے اعمال، ارکان ایمان سارے دل کے اعمال ہیں دل کی تصدیق ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، آخرت پر ایمان، تقدیر پر ایمان، شرم وحیاء، ڈر، امید، خوف، خشوع و خضوع، سب دل کے اعمال ہیں اور سارے ایمان کے حصے ہیں۔

جسم کا عمل، ارکان اسلام نماز، روزہ، زکوۃ، حج، والدین کی فرمانبرداری اور صدقات وخیرات دینا، جتنے یہ سارے عمل ہیں یہ سارے ایمان کے حصے ہیں اور بعض علماء نے ان کو جمع کیا ہے کسی نے ستّر (70) کے قریب کیا ہے کسی نے اس سے زیادہ کیا ہے۔ تو یہ سارے ایمان کے حصے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝١٨٠ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝١٨١ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٨٢﴾

وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِين

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (شرح الاصول الثلاثة - درس نمبر-12) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔